اردو

کمال الدین
وتمام النعمۃ

للشیخ الجلیل الأقدم

الصدوق

ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی

المتوفی ۳۸۱

ناشر

الکساء پبلیشرز

آر۔ ۱۵۱ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	کمال الدین وتمام النعمہ
تالیف	شیخ الصدوق علیہ الرحمہ
تصیح و تحقیق	علی اکبر غفاری
ترجمہ	گروہ مترجمین
نظر ثانی	سید عطا محمد عابدی
تزئین	سید فیضیاب علی رضوی
کمپوزنگ	شگفتہ کمپوزنگ اینڈ گرافک سینٹر
اشاعت اول	اگست 1999ء ربیع الثانی 1420 ھ
اشاعت دوئم	جولائی 2002 ربیع الثانی 1423 ھ
تعداد	ایک ہزار
قیمت	۳۰۰ روپے

الکساء پبلیشرز

آر۔۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

جاتا ہے ۔

رہی کتب فروشوں کی بات تو یہ جماعت ایسی ہے کہ ان میں اکثریت ان پڑھ لوگوں کی ہے جو کتاب کی قدر و قیمت سے بالکل واقف نہیں ہیں ، وہ کتابوں کی طباعت کے سلسلے میں بڑی بڑی غلطیوں کے مرتکب ہوتے ہیں بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ وہ اپنے جرائم کا نام کتاب رکھ لیتے ہیں پھر انہیں شائع کرتے ہیں اور لوگ ان کتابوں کو احترام و تعظیم کے ساتھ لے لیتے ہیں وہ بے چارے یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ کتابیں صحیح ہیں اس لئے ان پر اعتماد بھی کرتے ہیں اور ان میں لکھے گئے مطالب کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں صحیح کتب کی تعداد بہت کم ہوتی ہے ۔

جن علمی کتب پر یہ آفات نازل ہورہی ہیں ان میں خاص طور پر احادیث ، تفاسیر ، فقہ اور علم کلام شامل ہیں ۔ ایسے لوگوں کے ہاتھوں سے چھپی ہوئی کتب اکثر ناقابل اعتماد ہوتی ہیں اور ان پر غفلت زدہ لوگ ہی اعتماد کرتے ہیں ۔ اس سلسلے میں بہت سی باتوں کی گنجائش موجود ہے اور میں اس مختصر وقت میں ان پر تفصیلی بات نہیں کرسکتا اور نہ ہی یہ تفصیلی گفتگو کا موقعہ ہے ۔ لہٰذا اس کو چھوڑ ہی دیتا ہوں ۔ مختصر کلام یہ ہے کہ مذہبی کتابوں کا امر سنگین ہے اس کے لئے وسیع کوششوں ، ہمہ پہلو صلاحیتوں کی ضرورت ہے اور یہ کام وہی لوگ انجام دے سکتے ہیں جو دینی معارف کے سلسلے میں مہارت رکھتے ہیں ۔ پس اس کے متعلق امور کی انجام دہی کے لئے مردانِ علم ، علماءِ اسلام ، لغت سے واقف لوگ اور فن تصحیح کے ماہرین جو کتابوں کی تصحیح پر مکمل توجہ رکھتے ہوں اور انہیں موازنہ کرکے اصل کے ساتھ تطبیق کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں ، سے رجوع کرنا چاہیئے ۔یہی وہ طریقہ اور روش ہے جو دنیا کی ہر قوم و ملت میں رائج ہے ۔ دوسری اقوام اپنی مذہبی کتابوں کو ایسے کتب فروشوں کے سپرد نہیں کرتیں جو ان کو اپنی خواہش کی بھینٹ چڑھائیں ، ان کی طباعت سے تجارت کریں اور ان کی اشاعت سے اپنے خزانے بھریں ۔ وہ ناشرین جو اپنی دینی مطبوعات کی صحت کا مکمل خیال رکھتے ہیں ان کی تعداد بہت کم ہے ۔ ایسے ناشرین جو اپنی مطبوعات کی قدر و قیمت کو صحیح طریقہ سے پہچانتے ہوں محدود ہیں ۔ بعض فضلاء اور تصحیح کنندگان کی یہ روش رہی ہے کہ وہ حدیث کی کتابوں میں طبع شدہ بعض الفاظ کے بارے میں تحقیق کرنے میں سہل انگاری سے کام لیتے ہوئے ان الفاظ کی تفسیر اور تاویل ان قرائن کے بناء پر کرتے تھے جو ان کے نزدیک اس کے لئے قرینہ کی حیثیت رکھتے تھے یا گمان اور دلائل جن معانی کی طرف اشارہ کرتے تھے ان الفاظ کو ان معانی پر محمول کرتے تھے اور اس سلسلے میں ان کتابوں کے اصلی نسخوں کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے تاکہ ان کے اصل سے ان الفاظ کا ہونا یا نہ ہونا ثابت کرسکیں ۔

اور یہ کام حدیث کو اخذ کرنے اور اس کی بناء پر استدلال کرنے کے سلسلے میں لغزش کا باعث ہوتا ہے ۔ بلکہ ایسی لغزشیں حدیث کو نقل کرنے میں سرزد ہوجاتی ہیں اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی حرف یا لفظ چھپائی سے رہ جاتا ہے تو اس صورت میں حدیث کا معنی الٹ جاتا ہے اور اس کا مفہوم اپنی ضد میں بدل جاتا ہے اور پڑھنے والا ایسی

سرگردانی اور حیرت سے دوچار ہوجاتا ہے کہ جس سے نکلنا اس کے لئے دشوار ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر مشہور حدیث نبوی جو کہ کتاب تحف (العقول) اور خصال میں مروی ہے کہ **قال علیہ السلام ثلاثۃ ان لم تظلمھم ظلموک زوجتک و خادمک والسفلۃ** اس عبارت کے ساتھ اس حدیث کے معنیٰ یہ ہیں "تین ایسے ہیں اگر تو ان پر ظلم نہیں کرے گا وہ تجھ پر ظلم کریں گے۔ تیری زوجہ، خدمتگذار اور حقیر و پست لوگ" یہاں ایک واو چھپنے سے رہ گیا ہے جیسا کہ تحف (العقول) میں ہے اور صحیح حدیث یہ ہے **ثلاثۃ وان تظلمھم ظلموک** .... : "واو" کے ساتھ حدیث کے معنیٰ یہ ہیں "تین ایسے ہیں اگرچہ تو ان پر ظلم نہیں کرے گا وہ تجھ پر ظلم کریں گے ......"
اور کبھی ایک سطر یا شعر کا ایک مصرع گرجاتا ہے ایسے میں معنیٰ اور مفہوم قابل فہم نہیں رہتا تو بحث و تحقیق کرنے والا لفظ کے پیچ و خم میں پھنس جاتا ہے مختلف قسم کی تاویلات اور تفسیرات میں سرگرداں ہوتا ہے اور نہایت مشقت کے بعد اس ناقص عبارت کے لئے کوئی نہ کوئی مفہوم اور معنیٰ تلاش کرلیتا ہے جبکہ اس کا نفس ہنوز مطمئن نہیں ہوتا۔ اس کی ایک مثال کتاب "معادن الحکمہ" کے مؤلف نے حکمین (ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن العاص) کی خدمت کے بارے میں امیرالمومنینؑ کا ایک مرقومہ اپنے شیعوں کے نام اپنی کتاب میں اسطرح سے ذکر کیا ہے۔ **فنبذا مافی الکتاب و خالفا مافی القرآن وکانا اھلہ** اس کے معنیٰ یوں ہیں "پس ان دونوں نے جو کچھ کتاب خدا میں تھا اسکو پھینک دیا اور قرآن میں جو کچھ تھا اسکی مخالفت کی اور وہ دونوں اسی کے اہل تھے" اس آخری فقرے کے معنیٰ کے سلسلے میں مؤلف نے پرتکلف توجیہ اور تاویل پیش کی ہے اور کہا ہے اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ دونوں اپنے گمان میں اہل قرآن تھے یا نادان لوگوں کی نظر میں وہ اہل قرآن تھے یا وہ دونوں قرآن کی مخالفت کرنے کے اہل تھے۔ حالانکہ اس مرقومہ شریفہ کی ایک سطر مؤلف کتاب سے چھوٹ گئی ہے۔ اور صحیح عبارت دوسری کتابوں کے مطابق یوں ہے **وخالفا مافی الکتاب واتبعا ھوا مما بغیر ھدی من اللہ نجنبھما اللہ السداد واھویٰ بھما فی غمرۃ الضلال وکانا اھل ذلک** "یعنی ان دونوں نے کتاب خدا میں جو کچھ تھا اس کی مخالفت کی اور اللہ کی ہدایت سے ہٹ کر اپنی خواہشات کی پیروی کی پس اللہ نے ان دونوں کو ہدایت اور راستی سے کنارہ کش کردیا اور انہیں گمراہی میں پھینکدیا اور وہ دونوں اسی کے اہل اور اسی قابل تھے"۔

حافظ اپنی کتاب حیوان جلد ا ص ۶۴ طبع بیروت میں کہتا ہے "اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک مؤلف کتاب ایک غلطی کی اصلاح کرنا یا ایک چھوٹے ہوئے لفظ کو اپنے مقام پر لگانا چاہتا ہے مگر اس کمی اور نقص کو دور کرکے کلام کو متصل و مربوط بنانے سے دس ورق اس لفظ کی تفسیر و تشریح میں لکھنا اسے زیادہ آسان نظر آتا ہے۔
اور کہا گیا ہے کہ "اگر کسی کتاب کی نقل بنائی جائے اور اس کی اصل سے مطابقت نہ کی جائے پھر دوبارہ اس نقل سے ایک اور نقل بنائی جائے اور اس کی اصل سے مطابقت نہ کی جائے تو وہ کتاب بالکل اصل سے اجنبی لگے گی"